ثمرات برابر حاصل کرلیں گے؟ باقی شعبوں کو چھوڑ کر درس و تدریس کا شعبہ ہی لے لیں اس میں جن لوگوں نے بھی کام کیا ہے، ذاتی دلچسپی اور لگن سے کیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ محدثین، مفسرین اور مورخین کا کام پائیدار ہے کیونکہ کسی سے جبرا کام نہیں لیا گیا۔ کیا کوئی ایسی حدیث کی کتاب، حدیث کی شرح، تفسیر، تاریخ کی کتاب ہم ذخیرہ علم میں پاتے ہیں جو کسی امام نے عدم شوق یا مجبوری سے لکھی ہو؟

معلوم ہوا یہ شعبہ تو سراسر دلچسپی پر مبنی ہے۔

جو مدرس، طالب عالم اپنے اس کام میں دلچسپی پیدا نہیں کرے گا وہ ناکام ہو جائے گا۔

مذکورہ گفتگو سے ہم یہ نتائج اخذ کر سکتے ہیں:

۱۔ ہمیں ایسا کام شروع کرنا چاہئے جس میں ہماری دلچسپی ہے۔

۲۔ کوئی کام کسی کے سپرد کرتے ہوئے دیکھنا چاہئے کہ اسے اس میں دلچسپی کتنی ہے، بصورت دیگر اچھے نتائج کی ہمیں توقع نہیں کرنی چاہئے۔

۳۔ اگر زندگی میں ہمیں ایسے کام سے واسطہ پڑ جائے جس میں ہماری دلچسپی نہیں تو ہمیں چاہئے کہ اب ہی اس کام میں اپنی دلچسپی پیدا کرلیں۔

۴۔ دلچسپی کے بغیر اپنے مقصد کو پانا انتہائی مشکل ہے۔

۵۔ ایسی گفتگو جس میں ہم سامعین کی دلچسپی پیدا کر لیں، ابلاغ کے اعتبار سے انتہائی مفید ثابت ہوگی۔

۶۔ ایسی گفتگو جس میں سامعین کی دلچسپی نہیں، زیادہ مفید ثابت نہیں ہو سکتی۔

۷۔ کسی سے بہتر کام لینے کیلئے ضروری ہے کہ انہیں اس کی دلچسپی بڑھا دی جائے۔

مہنگائی کا علاج

......سرکاری اخراجات میں کمی......

میاں نعیم الرحمٰن
صدر جامعہ سلفیہ فیصل آباد

پاکستانی عوام آج کل جن مسائل سے دوچار ہیں اس میں اہم ترین مسئلہ ہوشربا مہنگائی کا ہے۔ روزمرہ استعمال کی اشیاء کی قیمتیں آسمان سے باتیں کر رہی ہیں۔ لوگوں میں قوت خرید نہیں رہی۔ آئے دن قیمتوں میں اضافہ ہوتا چلا جا رہا ہے اور یہ سلسلہ جاری ہے۔ ایک عام مزدور سو سے ڈیڑھ سو روپیہ دیہاڑی کماتا ہے۔ اگر وہ زیادہ نہیں صرف پانچ افراد کا کفیل بھی ہو تو بڑی مشکل سے دو وقت روٹی کھا سکتا ہے۔ اگر خدانخواستہ کوئی بیمار پڑ گیا یا کسی دکھ سکھ میں شامل ہونا پڑا تو قرضے کے علاوہ کوئی چارہ نہیں۔ یہ وہ حقیقت ہے جس سے عام آدمی بخوبی آگاہ ہے۔ لیکن ہماری امپورٹڈ حکومت کے مہنگے ترین مشیروں کو یہ منظر دکھائی نہیں دیتا۔ ان کے نزدیک پاکستانی قوم اب غریب نہیں رہی۔ اس لئے کہ سیلولر فون عام ہو چکے ہیں اور عام آدمی کی دسترس میں ہیں۔ حضور والا کو کون سمجھائے کہ 15 کروڑ کی آبادی میں اگر ایک کروڑ یہ فون استعمال کر رہے ہیں تو یہ وہی لوگ ہیں جو آپ کی طرح روزانہ ٹائی بدلتے ہیں، تھری پیس سوٹ پہن کر فرانس کی مہنگی ترین خوشبو لگا کر اٹلی کے جوتے پہن کر غربت کے خاتمے پر سیر حاصل گفتگو کرتے ہیں۔

دنیا میں مہنگائی کے اسباب کچھ بھی ہوں لیکن وطن عزیز میں مہنگائی کی بنیادی وجہ سرکاری اخراجات میں بے تحاشا اضافہ ہے۔ ایوان صدر اور وزیراعظم سیکرٹریٹ کے اخراجات کا تخمینہ اربوں میں ہے۔ علاوہ ازیں بھاری بھر کم کابینہ، مشیروں اور پارلیمانی سیکرٹریوں کی فوج ظفر موج الگ ہے۔ ایک ایک سیکرٹری کے پاس کئی کئی گاڑیاں، گھر اور بے شمار سہولیات ہیں۔ TA/DA کا تو تذکرہ ہی فضول ہے۔

ان تمام مصارف کو پورا کرنے کیلئے ٹیکس عائد کئے جاتے ہیں جن میں دن بدن اضافہ ہو رہا ہے۔ نمونے کے طور پر ملاحظہ فرمائیں بجلی کا بل مثلاً بجلی کی قیمت، انکم ٹیکس، محصول بجلی، اور جنرل سیلز ٹیکس۔ اصل بل پر کم از کم 60% اضافہ ٹیکسوں کی وجہ سے ہوتا ہے۔ سرکاری اخراجات کا بوجھ براہ راست عوام کو اٹھانا پڑتا ہے جو اپنے خون پسینے کی کمائی کو سرکار کے خزانے میں جمع کراتے ہیں۔ جن پر بابو اور منسٹر موج میلا کرتے ہیں۔ عوام اپنی آمدن کا بڑا حصہ جب ٹیکس کی شکل میں ادا کرتے ہیں تو ان کے پاس روزمرہ استعمال کی اشیاء لینے کیلئے بھی بجٹ نہیں ہوتا۔ اور ٹیکسوں کی بھرمار سے اشیائے ضروریہ انتہائی مہنگی ہوتی ہیں جیسا کہ تیل، پٹرول اور ڈیزل کا ہماری معیشت کے ساتھ گہرا تعلق ہے۔ جب ان کی قیمتیں بڑھتی ہیں تو دیگر قیمتوں میں خود بخود اضافہ ہو جاتا ہے۔ محض تاجروں کو برا بھلا کہنے سے اشیاء سستی نہیں ہوتیں اور نہ ہی مجسٹریٹ مقرر کرنے سے خاطر خواہ فائدہ ہوگا۔

اس لئے اگر حکومت یہ چاہتی ہے کہ عوام کو کوئی ریلیف ملے اور غریب کو فائدہ پہنچے تو انہیں سرکاری اخراجات میں کم از کم پچاس فیصد کمی کر دینی چاہئے اس سے ٹیکس کی شرح میں کمی آئے گی۔ جس سے روزمرہ کی اشیاء کی قیمتیں گر جائیں گی۔

چونکہ یہ عمل مشکل ہے، کون پیٹ پر پتھر باندھے گا کون ایثار اور قربانی دے گا۔ عوام کی ہمدردیاں تو محض دکھاوا ہے۔ واری صدقے جانا تو محض ڈرامہ ہے۔ اگر حکومت چاہے تو پچاس فیصد رعایت دے کر اگلا الیکشن جیت سکتی ہے۔ دیکھئے کون اس موقع سے فائدہ اٹھاتا ہے۔